84291 ـ فٹ بال کے کھلاڑی سے شادی کرنا

سوال

کیا جرمنی کی فٹ بال ٹیم کے کھلاڑی سے شادی کرنا حلال ہے یا حرام ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

فٹ بال کا کھیل کچھ شروط کے ساتھ کھیلنا جائز ہے:

پہلی شرط:

یہ کھیل مال پر نہ کھیلا جائے، نہ تو دونوں ٹیموں کی جانب سے ہو، اور نہ ہی کسی ایك ٹیم كی جانب سے، اور نہ ہی کسی تیسری طرف سے؛ کیونکہ عوض یا انعام میں یہ مال دینا جائز نہیں، صرف ان معین مقابلہ بازی میں ہی مال دینا جائز ہے جو جہاد میں تقویت کا باعث ہوں.

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" نیزہ بازی، یا گھڑ سواری، یا شتر سواری کے مقابلہ کے علاوہ کسی اور میں انعام نہیں ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1700) سنن نسائی حدیث نمبر (3585) سنن ابو داود حدیث نمبر (2574) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2878) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

حدیث میں استعمال کلمہ " السبق " کا معنی عوض یا انعام ہے.

اور " النصل " تیر کو کہتے ہیں.

اور " الخف " سے مراد اونٹ ہے.

اور " الحافر " سے مراد گھوڑا ہے.

بعض اہل علم نے ان تین اشیاء کے ساتھ ہر اس چیز کو ملحق کیا ہے جو جہاد اور نشر دین میں ممد و معاون ثابت ہوں، مثلا قرآن مجید، اور حدیث اور فقہ میں انعامی مقابلہ کرنا، تو اس میں انعامات دینے جائز ہیں.

اس بنا پر دو یا زیادہ ٹیموں میں سے کامیاب ہونے والی فٹ بال ٹیم کو انعام میں دی جانے والی وغیرہ نہ تو لینی جائز ہے، اور نہ ہی دینی ائز ہے، یہ حرام میں شامل ہوتی ہے.

دوسری شرط:

اس میں کوئی حرام کام مثلا بے پردگی اور ستر ننگا کرنا نہ پایا جائے، اور مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنے تک ہے، اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ فٹ بال کھیلنے والے کھلاڑی اپنی رانیں بھی ننگی رکھتے ہیں، اور یہ حرام ہے.

تیسری شرط:

یہ کھیل کھلاڑی کو کسی حرام کام کے ارتکاب کا باعث نہ بنے، مثلا نمازوں کو ضائع کرنا، اور جمعہ اور نماز باجماعت رہ جانا، ہم افسوس کے ساتھ یہ کہینگے کہ: کلبوں میں کھیلنے والے ان کھلاڑیوں کی میچ کی وجہ سے اکثر نماز رہ جاتی ہے، اور یہ سب کو معلوم ہے کہ نماز کو بغیر کسی عذر وقت سے موخر کر کے ادا کرنا کبیرہ گناہ ہے، اور سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر عمدا ایسا کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے، اس لیے اس سے اجتناب کرنا بہت ضروری ہے.

یہ اس کھیل کو فی ذاتہ دیکھنے کے اعتبار سے تھا، لیکن اس کھیل کے میچ رکھنے، اور ٹورنامنٹ منعقد کروانا، اور اس میں مال خرچ کرنا اور لوگوں کو اس میں مشغول کرنا، اور اس کی بنا پر اوقات ضائع کرنا، اور اس کی وجہ سے تعصب کو زندہ کرنا، اور اس وجہ سے ہی مسلمان یا کافر، یا نیک و فاجر کو عزت و تکریم سے نوازنا، حتی کہ کھلاڑی لڑکے اور لڑکیوں کے لیے مثال اور نمونہ اور آئیڈیل بن جائے؛ تو اس کو منع کرنے اور روکنے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہ جاتا؛ کیونکہ امت کو اس میں کئی ایک مصائب، اور جہالت و تخلف کا سامنا ہے، جو اس کھیل میں مشغول ہونے سے کافی ہیں، جس میں لوگوں کا کئی ملین خرچ کر کے ضائع کر دیا جاتا ہے.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس طرح کے ورزشی کھیلوں میں اصل تو جواز ہی ہے جبکہ یہ کھیل کوئی مقصد اور ہدف رکھے، اور غلط اشیاء سے بری ہو، جس طرح ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " الفروسیۃ " میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی اسے بیان کیا ہے، اور اگر اس میں جہاد اور کر و فر یعنی حملہ کر کے نکلنے اور دوبارہ حملہ کرنے اور جسم میں چستی پیدا کرنے کی تدریب اور ٹریننگ ہوتی ہو، اور دائمی امراض کا قلع قمع اور روح کے لیے معنوی تقویت کا باعث بنے، تو اس وقت یہ مستحبات میں شامل ہو گا جب کھلاڑی کی نیت اچھی ہو، اور سب کے لیے شرط ہے کہ یہ بدن اور جان کے لیے نقصان دہ نہ ہو، اور نہ ہی اس کے نتیجہ میں بغض و عداوت پیدا ہو جو کہ عام کھلاڑیوں کے مابین پیدا ہونے کی عادت ہوتی ہے.

اور اس سے اہل اعمال سے انسان کو مشغول نہ کر دے، اور نہ ہی اللہ تعالی کے ذکر اور نماز سے روکے اور اس میں مانع نہ ہو.

لیکن جو شخص بھی آج کل کی کھیلوں پر غور کریگا اور جس حالت میں آج کھلاڑی ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ وہ بہت سے ایسے کام کرتے ہیں جو اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان سے رکا اور اجتناب کیا جائے، یہ تو اس کے علاوہ ہے جو اس کھیل میں پایا جاتا ہے کہ اس کی بنا پر لوگ دو گروہوں میں بٹ جاتے ہیں، اور جیتنے اور ہارنے والوں کے مابین حقد و کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہے، یہ اس ٹیم کے حمایتیوں کا گروہ ہے، اور وہ دوسری ٹیم کے حمایتی، جیسا کہ ظاہر ہے، اور اس کے ساتھ اس کھیل میں کھلاڑیوں میں تصادم اور جھگڑے کی صورت میں جسم کو بھی نقصان اور ضرر پہنچتا ہے، تو کھیل ختم ہونے تک کسی نہ کسی کھلاڑی کو کوئی زخم آ چکا ہوتا ہے، یا اس کی کوئی ہڈی ٹوٹ چکی ہوتی ہے، یا پھر وہ بےہوش ہو چکا ہوتا ہے، اس لیے وہاں ایمبولینس گاڑیاں بھی ہر وقت تیار کھڑی ہوتی ہیں.

اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ یہ میچ اس وقت کروائے جاتے ہیں جب نماز کا وقت ہو، جس کی بنا پر کھلاڑیوں اور میچ دیکھنے والوں کی نماز میں تاخیر ہو جاتی ہے.

اور یہ بھی ہے کہ: کھلاڑیوں کا اس بنا پر حرام کردہ ستر ننگا ہوتا ہے مرد کا ستر گھٹنے سے لیکر ناف تک ہے، اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ ان کا لباس آدھی ران تک ہوتا ہے اور نیکر پہن رکھی ہوتی ہے، اور بعض نے تو اس سے بھی کم پہنا ہوتا ہے.

اور یہ معلوم ہے کہ ران ستر میں شامل ہوتی ہے، کیونکہ حدیث میں ہے:

" اپنی ران ڈھانپ کر رکھو، کیونکہ ران ستر میں شامل ہوتی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (2797) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور ایك حدیث میں نبی کریم صلی اللہ کا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمان ہے:

" اپنی ران ننگی نہ کرو، اور نہ ہی کسی زندہ اور مردہ کی ران کو دیکھو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (4015).

واللہ تعالی اعلم. انتہی.

ماخوذ از: فتاوی الشیخ محمد بن ابراہیم جلد نمبر (8) سوال نمبر (1948).

اور شیخ رحمہ اللہ یہ بھی کہتے ہیں:

" اب فٹ بال کھیلنے والا کئی ایك برے کام کرتا ہے جس کا تقاضا ہے کہ اس کھیل سے روکا جائے، ان ممنوعہ امور کا خلاصہ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

اول:

ہمارے نزدیك یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ کھیل نماز کے اوقات میں کھیلا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں کھلاڑیوں اور میچ دیکھنے والے یا تو نماز ترك کر دیتے ہیں، یا پھر نماز باجمات ادا نہیں کرتے، یا پھر اس کی ادائیگی میں تاخیرکرتے ہیں.

اور بغیر کسی شرعی عذر کے نماز کی وقت پر ادائیگی، یا نماز باجماعت کی ادائیگی میں حائل ہونے والے عمل کے حرام ہونے میں کوئی شك و شبہ نہیں ہے.

دوم:

اس کھیل کی طبعیت میں شامل ہے کہ یہ لوگوں اور کھلاڑیوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیتا ہے، یا پھر فتنہ و فساد اور سینوں میں بغض و حقد اور کینہ پیدا کرتا ہے، اور یہ نتائج اس چیز کے برعکس ہیں جس کی اسلام دعوت دیتا

ہے، کہ لوگ آپس میں پیار و محبت اور بھائی چارہ سے رہیں، اور اپنے دلوں کو حسد و بغض اور کینہ و نفرت سے پاك صاف رکھیں.

سوم:

اس کھیل میں کھلاڑی کے جسم اور بدن کو کھلاڑیوں کے تصادم اور جھگڑا کی بنا پر خطرہ رہتا ہے، جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے، اکثر طور پر جب کھلاڑي میچ سے فارغ ہوتے ہیں تو ان میں سے کوئی نہ کوئی کھیل کے میدان میں بے ہوش کر گرا ہوتا ہے، یا اس کی ٹانگ یا بازو ٹوٹا ہوتا ہے اور اس کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ میچ کے دوران ایمبولینس گاڑی وہاں ضرور موجود ہوتی ہے، جو میچ کے وقت ان کے بالکل قریب کھڑی کی جاتی ہے.

چہارم:

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ورزش والی کھیلوں کی مباح ہونے کا مقصد اور غرض و غایت بدن اور جسم میں چستی اور پھرتی پیدا کرنا، اور جہاد کی ٹریننگ، اور دائمی امراض کا قلع قمع ہے.

لیکن اب فٹ بال کا کھیل اس میں کوئی بھی ہدف نہیں رکھتا، کیونکہ اس میں وہ کچھ ممنوعہ کام شامل ہو چکے ہیں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، اس میں باطل طریقہ پر مال خرچ کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ بدن کو زخم آتے ہیں، اور کھلاڑیوں اور میچ دیکھنے والوں کے دلوں میں بغض و کینہ پیدا ہوتا ہے، اور فتنہ و فساد مچتا ہے.

بلکہ معاملہ تو اس سے بھی بڑھ کر بعض مشاہدین کی جانب سے کسی نہ کسی کھلاڑی کو قتل یا اس پر زیادتی تك جا پہنچتا ہے، جیسا کہ کئی ماہ قبل ایك ملك اور علاقے میں دوران میچ ہوا بھی ہے، بس یہی ایك چیز اس کھیل کو روکنے کے لیے کافی ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے " انتہی.

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" جو چیز تقویت دیتی ہے: جب مرتب اور مخصوص شکل میں ہو (جیسا کہ کلبوں میں ہے) تو مطلقا اس سے منع کرتا ظاہر ہے، تو اس میں نفس کا ضیاع اور اللہ کے ذکر سے روکنا پایا جاتا ہے، تو اس طرح یہ قمار بازی کے قریب ہوا، اور انہوں نے اسے ورزش کا نام دے رکھا ہے، حالانکہ یہ کھیل ہے اور جہادی امور اس طرح کے نہیں ہوتے،

اور اس كھيل كو كھيلنے والوں ميں چاہے خفت اور نرمى پائى جاتى ہے، ليكن وہ اس كے علاوہ كسى اور كام ميں تھكاوٹ پر صبر نہيں كر سكتے.

پھر اس ميں كچھ دوسرى ايسى چيزيں بھى داخل ہوتى ہيں جو اس ميں عوض بنا ديتى ہيں، اور يہ جوا اور قمار بازى ہے، اور شريعت مطہرہ نے تو عوض اور انعام صرف ان مقابلوں ميں ركھا ہے جو دين كى تقويت اور دين ميں معاونت كا باعث ہوں، اگر دين كو تقويت ملتى ہو تو اس ميں مقابلہ اور انعام كے ساتھ كھانا كھايا جا سكتا ہے.

اور حديث بيان ہوا ہے كہ:

" نيزہ ، اور گھوڑے، اور اونٹ كے علاوہ كسى ميں انعام نہيں "

حديث ميں بيان كردہ تين اشياء پر قياس كرتے ہوئے وہ چيز جو دين كى تقويت كا باعث ہو.

اور شيخ رحمہ اللہ كا يہ بھى كہنا ہے:

" ليكن ايك يا دو شخص گيند كو لڑھكاتے پھريں، اور اس كے ساتھ غير منظيم كھيل كھيليں تو اس ميں كوئى حرج نہيں، كيونكہ اس ميں كوئى ممنوعہ كام نہيں ہے.

واللہ تعالى اعلم " انتہى.

سوال نمبر (1949).

دوم:

جب يہ ثابت ہو چكا تو ہم آپ كو يہ نصيحت كرتے ہيں كہ آپ اس كھلاڑى سے شادى مت كريں جو فٹ بال كھيلنے ميں مشغول ہے، حتى كہ وہ اس كھيل كو چھوڑ نہ دے، چاہے وہ كسى كلب كى طرف سے كھيلتا ہو يا باہر بھى كھيلتا ہو، خاص كر جب اس كے نتيجہ ميں آپ كو اس كے ساتھ رہنے كے ليے كفريہ ممالك ميں رہنا پڑے، جہاں آپ اپنے اور اپنى اولاد كو فتنہ و فساد سے نہيں بچا سكينگى، اور آدمى كے ليے كھيل كے ماحول ميں اپنے دين كى بھى حفاظت كرنى مشكل ہو جاتى ہے، اور خاص كر كفار كے ممالك ميں تو اور بھى مشكل ہے!!

مشرك اور كفار ممالك ميں رہائش اختيار كرنے كے حكم كے متعلق آپ سوال نمبر (13363) كے جواب ميں ديكھ

سکتی ہیں.

واللہ اعلم .